سوال

(78) ڈیپریشن والی حاملہ کا بیماری بڑھنے یا ناقص الخلقت بچہ جنم دینے کے خدشے سے اسقاط حمل کروانا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک خاتون جو ڈیپریشن کا شکار رہی ہیں اور مسلسل اس کے لیے دوا کا استعمال بھی کر رہی ہیں، اس وقت آٹھ ہفتے کے حمل سے ہیں۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ دواؤں کی بنا پر اس بات کا دو فیصد امکان ہے کہ بچہ معذور یا ناقص الخلقت پیدا ہو۔ اس پر مستزادیہ کہ ولادت کے بعد ڈیپریشن کے بڑھنے کے امکانات اور زیادہ ہوں گے۔

ان حالات میں کیا وہ اپنا حمل ضائع کر سکتی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسقاط حمل اسی لیے منع قرار دیا گیا ہے کہ اس کی بنا پر ایک انسانی جان ضائع ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جنین میں چار ماہ گزرنے پر روح پھونک دی جاتی ہے لیکن نطفہ کے حمل میں استقرار ہوتے ہی اس میں بڑھنے اور پرورش پانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر نطفے کو قدرتی حالات میں چھوڑ دیا جائے تو وہ علقہ (جونک کی مانند کیڑا)، پھر مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) پھر عظام (ہڈیوں کے ہیکل) میں تبدیل ہو کر رہے گا یہاں تک کہ اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ چار ماہ سے پہلے ہی اگر اس کو ضائع کر دیا گیا تو بظاہر ایک ذی مخلوق کو ضائع نہیں کیا گیا لیکن اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے درخت کے بیج کو جو زمین میں درخت اگانے کے لیے دبا دیا گیا تھا، اسے زمین سے کھود کر باہر پھینک دیا جائے۔ یہ بیج اگر زمین کی گود میں دبا رہتا تو وہ پودے کی شکل میں اپنا سر نکالتا اور پھر ایک دن تناور درخت کی شکل اختیار کر لیتا۔

بہر صورت اسقاط حمل عموماً تو ممنوع ہے، خاص خاص حالات میں جائز ہو سکتا ہے۔

لیکن مندرجہ ذیل شروط کا خیال رکھا جائے:

(1) کم از کم دو یا تین ڈاکٹرز اس بات کی رپورٹ دیں کہ اگر بچہ حمل میں باقی رہا تو بوقت ولادت یا ولادت سے قبل ماں کی جان کو خطر ہو سکتا ہے۔

(2) ایسی صورت میں بہتر ہے کہ چار ماہ سے قبل ہی اسقاط کرا لیا جائے تاکہ کم از کم ذی روح مخلوق کو مارنے کا گناہ لازم نہ ہو۔

(3) اگر چار ماہ گزر چکے ہیں اور ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ ہو کہ ماں کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہے تو بھی اسقاط کرایا جا سکتا ہے اور اگر ایسا کیا تو قتل خطا کا کفارہ ادا کیا جائے، جس کی تفصیل بعد میں آ رہی ہے۔

یہ بھی اس اصول کی بنا پر برداشت کیا گیا کہ بڑے ضرر سے بچنے کے لیے چھوٹے ضرر کو برداشت کیا جاتا ہے ۔

باقی جس صورت کا سائل نے تذکرہ کیا ہے، اس میں ماں یا بچے کی جان کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ بچہ معذور یا ناقص الخلقت پیدا ہوگا۔ یہ وجہ اتنی قوی نہیں کہ اس کی بنا پر ایک بچے کی دنیا میں آنے سے روک دیا جائے۔ دنیا میں لاتعداد معذور بچے موجود ہیں اور ان کے والدین یا اجتماعی بہبود کے ادارے ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ نہ صرف بچے بلکہ بڑے بوڑھے بھی بعض دفعہ حوادث کی بنا پر معذور ہوجاتے ہیں، تو کیا ان کی معذوری کی بنا پر انہیں موت کے حوالے کردیا جائے ؟

ڈیپریشن ایک بیماری ہے جس کا علاج ممکن ہے، نہ صرف دواؤں بلکہ اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن کثرت سے کی جائے تو اس کا مداوا ممکن ہے ۔

نبی ﷺ نے ''عزل،، سے منع فرمایا اور اسے (الواد الخفی) ''ایک مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا،، سے تعبیر فرمایا۔ (صحیح مسلم ،النکاح ،حدیث :1442)

روح پھونکے جانے کے بعد حمل ضائع کرنا، قتلِ نفس میں آتا ہے، جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے :

مَن قَتَلَ نَفسًا بِغَيرِ نَفسٍ أَو فَسادٍ فِى الأَرضِ فَكَأَنَّما قَتَلَ النّاسَ جَميعًا... ٣٢ ...سورة المائدة

''جو شخص کسی کو قتل کرے، سوائے اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد کرنے والا ہو، تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا۔،، (المائدہ :5 32)

کفارہ کی تفصیل یہ ہے :

کسی بھی مسلمان کا اگر غلطی سے قتل ہوجائے تو اس میں دیت اور کفارہ ایک غلام آزاد کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا واجب ہوجاتا ہے۔

البتہ اگر کسی حاملہ عورت کو چوٹ پہنچائی گئی، جس سے اس کا حمل ساقط ہوگیا تو بروایت مغیرہ بن شعبہ نبی ﷺ نے چوٹ پہنچانے والے پر ایک غلام (مرد یا لونڈی) دینے کا فیصلہ سنایا۔

لیکن اگر مذکورہ سوال کے مطابق عورت نے خود اسقاط کروایا ہو تو کیا اس کا بھی یہی حکم ہوگا ؟

ابن قدامہ المغنی میں لکھتے ہیں :

«واذا شربت الحامل دواء فألقت به جنینا فعلیها غرة لا ترث منها شیئاً وتعتق رقبة»

''اگر حاملہ عورت ایسی دوا پی لے جس سے حمل ساقط ہوجائے تو اس پر ایک غرہ (غلام کا دینا) ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔،، (المغنی :12 81)

غلام آزاد کرنے میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک صرف غرہ کا دینا ہی کافی ہے اور اس غرہ کے وارث وہ سب لوگ ہوں گے جو اس بچے کے حقیقی وارث تھے، ماسوائے اس عورت کے جس نے اس بچے کو حمل گرا کر ضائع کیا۔

غرہ کی قیمت کے بارے میں لکھتے ہیں : غرہ دیت کے بیسویں حصے کے برابر ہے، یعنی پانچ اونٹ۔ یہ قول حضرت عمر اور حضرت زید سے مروی ہے اور بعد کے علماء میں نخعی، شعبی، ربیعہ، قتادہ اور امام مالک، امام شافعی اور اصحاب الرائے کا بھی یہی قول ہے ۔

سورہ نساء کی آیت :92 سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مقتول کے ورثاء اگر دیت معاف کردیں تو پھر دیت کا دینا واجب نہیں رہتا۔

یہ تفصیل اس لیے لکھ دی گئی ہے تاکہ اس مسئلہ کی وضاحت ہوجائے۔ عام طور پر خواتین اسقاط میں تساہل سے کام لیتی ہیں۔ انہیں علم ہونا چاہیے کہ اگر مجبوری کی بنا پر بھی (جس کا تذکرہ شروع میں آچکا ہے) اسقاط کرایا ہو تو اس میں مذکورہ بالا دیت واجب ہوگی اور بقول بعض اہل علم ایک غلام کا آزاد کرنا بھی واجب ہوگا اور چونکہ غلام کا دور باقی نہیں رہا ہے، اس لیے اس کے عوض میں دوماہ کے لگاتار روزے رکھنا ہوں گے۔ واللہ اعلم

یہ گزارشات تو اصل مسئلہ سے متعلق تھیں، خواتین اسقاط کرانے کے لیے بعض دوسرے اسباب بھی پیش کرتی ہیں، جیسے، نکاح سے پہلے زنا کی بنا پر حمل قرار پاگیا اور اب عورت بدنامی سے بچنے کے لیے بچہ ضائع کرنا چاہتی ہے، یعنی قصور اپنا لیکن ایک معصوم کو بلاوجہ قتل کیا جائے۔

ایسی عورت جس سے زبردستی بدفعلی کی گئی اور جس کے نتیجے میں حمل قرار پاگیا یہ عورت اس حمل سے سخت کراہت کرتی ہے لیکن سوچنے کی بات ہے کہ اس میں ہونے بچے کیا قصور ہے۔ فرض کیجیے: آپ کی گود میں کوئی دودھ پیتا بچہ ڈال کر بھاگ جاتا ہے تو کیا آپ اس بچے کی جان بچانے کی کوشش کریں گے یا اسے کسی ندی نالے میں بہا کر بھاگنے کی کوشش کریں گے۔

ایسی عورت اگر اس حمل سے اتنی ہی متنفر ہے تو بچے کی ولادت کے بعد کسی ایسے شخص کے سپرد کردے جو اسے گود لینے کو تیار ہو۔ اور ہر معاشرے میں بہت سے ایسے بے اولاد جوڑے ہوتے ہیں جو کسی بھی بچے کو گود لینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ وہ فوسٹر پیرنٹ (پرورش کی غرض سے گود لینے والے ماں باپ) کی حیثیت سے یہ ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں جس میں وہ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

متفرق مسائل، صفحہ: 414

محدث فتویٰ